

اسلام میں فرد کی اصلاح کا تصور اور اصلاح کے اصول و ضوابط

The concept of individual reformation in Islam and the rules and regulations of reformation



*سعدیہ شمیم
**پروفیسر ڈاکٹر سید نعیم بادشاہ

Abstract

One of the most important priorities in the field of reform is to organize the building of the individual before the building of society. In other words, before the revolution in the system and institutions, there has to be a revolution in the individual. The individual is the foundation of the whole building. So it is important to start from here. A good and strong building cannot be imagined, if its bricks are rotten and damaged.

Individual is the first brick in the wall of society. For this reason, whatever efforts are made for the reformation of the individual and his perfect Islamic training as a true Muslim has priority over other things. Because it is a necessary prelude to all kinds of reform and construction, and this means the transformation of the self.

The construction of man as a righteous person was the task of the prophets. And after them, their caliphs and successors are also assigned the same responsibility. In this research paper, after mentioning the concept of individual reformation in Islam, the principles and rules of reformation and the characteristics of the reformer have been discussed.

Keywords: society, Islam, prophets, caliphs, successors

اصلاح کا مادہ صلح ہے جس کا معنی درستگی، مرمت، ٹھیک کرنا اور نیک ہے جیسا کہ لسان العرب

میں ہے:

*ایم فل سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، زرعی یونیورسٹی، پشاور

**چیئر مین، شعبہ علوم اسلامیہ، زرعی یونیورسٹی، پشاور

”صَلَحَ: الصَّلَاحُ: ضِدُّ الْفُسَادِ، صَلَحَ يَصْلَحُ وَيَصْلَحُ صَلَاحاً وَصُلُوحاً“¹

کتاب العین میں ہے:

”صلح: الصَّلَاحُ: نقيض الفساد، ورجل صالح في نفسه ومُصلِحٌ في أعماله وأُمُورِهِ“²

تہذیب اللغۃ میں ہے:

”صلح: اللَّيْثُ: الصُّلَحُ: تَصَالُحُ الْقَوْمِ بَيْنَهُمْ، وَالصَّلَاحُ: نقيض الفساد، والإصلاح: نقيض الإفساد، ورجلٌ صالحٌ مُصلِحٌ، والصالح في نفسه، والمصلح في أعماله وأُمُورِهِ“³

القاموس المحيط میں لکھا ہے:

”صَلَحَ، كَمَنَعَ وَكَرَّمَ، وَأَصْلَحَهُ: ضِدُّ أفسدَهُ، وَ. إِلَيْهِ: أَحْسَنَ“⁴

تاج العروس میں ہے:

”صلح: (الصَّلَاحُ: ضِدُّ الْفُسَادِ) وَقَدْ يُوصَفُ بِهِ أَحَادُ الْأُمَّةِ وَلَا يُوصَفُ بِهِ الْأَنْبِيَاءُ وَالرُّسُلُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ“⁵

اصطلاح میں اخلاق و خیالات وغیرہ کی درستی، خامیاں یا برائیاں دور کرنے یا ہونے کو اصلاح کہتے ہیں۔ اسی طرح صحیح راستے پر ڈالنے یا پڑنے کو بھی اصلاح کہا جاتا ہے۔⁶

لفظ اصلاح اپنے مادے کے ساتھ قرآن کریم میں بارہ مرتبہ تکرار ہوا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ذاتی اصلاح سے لے کر عالمی اصلاحات تک کو بیان کیا ہے، درج ذیل آیات کی طرف توجہ فرمائیں:

یتیموں کے امور کی اصلاح

سورة البقرة میں یتیموں کے متعلق اور ان کے ساتھ معاشرت کرنے کے طریقہ کو بیان کیا گیا

ہے:

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ﴾⁷

ترجمہ: ”اور لوگ آپ سے یتیموں سے متعلق پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ ان کی بھلائی چاہنا نیک کام ہے، اور اگر تم ان کے ساتھ مل جل کر رہو تو (کچھ حرج نہیں کیونکہ) وہ تمہارے بھائی ہی تو ہیں۔ اور اللہ خوب جانتا ہے کہ کون معاملات بگاڑنے والا ہے اور کون سنوارنے والا۔“

خاندانوں کے امور کی اصلاح

اللہ تعالیٰ نے ذاتی اصلاحات کو بیان کرنے کے بعد خاندانی اور اجتماعی اصلاحات کو بیان کیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَإِنْ حِفْظُكُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَأَبْغُثُوا حَكْمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكْمًا مِنْ أَهْلِهَا
إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾⁸

ترجمہ: ”اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان آپس کی اُن بِن کا خوف ہو تو ایک مُصَفِّ مرد والوں میں اور ایک عورت کے گھر والوں میں سے مُقرر کرو، اگر یہ دونوں صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ دونوں میں ملاپ کر دے گا، یقیناً اللہ تعالیٰ پورے علم والا اور پوری خبر والا ہے۔“

اگر میاں بی بی کے درمیان ایسی کشاکش پیدا ہو جائے کہ جس کو وہ باہم نہ سلجھا سکیں تو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھنے والے مرد کے خاندان اور عورت کے خاندان دونوں سے تجویز کر کے اس کشاکش کے رفع کرنے کے لیے ان کے پاس بھیجو تاکہ وہ جا کر تحقیق حال کریں اور جو بے راہی پر ہو یا دونوں کا کچھ کچھ قصور ہو تو سمجھا دیں۔ اگر اصلاح کرنے والے سچے دل سے ان کی اصلاح کرنے کی نیت سے آئے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اتفاق پیدا فرما دیں گے لیکن شرط یہ ہے کہ جو رائے ان کو دی جائے وہ اس پر عمل کرے۔ جس طریقے سے ان میں باہم مصلحت ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں جب حکمین کی نیت ٹھیک دیکھیں گے وہ اسی طریقے سے ان کے دل میں القاء فرما دیں گے۔

ان دونوں (حکمین) کا اصل کام اتنا ہی ہے کہ ان کے درمیان اصلاح کریں البتہ اگر زوجین اپنے اپنے حکم کو طلاق یا خلع کا اختیار بھی دے دیں تو وکالت وہ اس کے مختار بھی ہو جائیں گے مگر اس آیت میں اس سے تعرض نہیں۔ البتہ ان کی رائے پر میاں بی بی کو باعمل رہنے اور عمل کرنے کی شرط پر آیت ہذا ہی دلالت کرتی ہے۔

سابقہ امتوں کے امور کی اصلاح

یہاں پر معاشرہ کی اصلاحات کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت شعیب (علیہ السلام) کے زمانہ کی مشکلات کی طرف اشارہ کرتے ہیں جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ﴾⁹

ترجمہ: ”میرا مقصد اپنی استطاعت کی حد تک اصلاح کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اور مجھے جو کچھ توفیق ہوتی ہے، صرف اللہ کی مدد سے ہوتی ہے۔ اُسی پر میں نے بھروسہ کر رکھا ہے، اور اُسی کی طرف میں (ہر معاملے میں) رجوع کرتا ہوں۔“

انبیاء الہی میں سے ہر ایک نبی اپنے اپنے زمانہ میں خاص مشکلات سے دوچار رہا ہے جن مشکلات کی وہ اصلاح کرتے تھے۔ حضرت شعیب (علیہ السلام) کے زمانہ میں معاشرہ مالی اور اقتصادی مشکلات سے دوچار تھا اور بازار اور مال کی کمی نے ان کو بیمار کر رکھا تھا۔ حرام معاملے، کم فروشی، خیانت، اموال میں ظلم وغیرہ بہت زیادہ تھا۔ حضرت شعیب (علیہ السلام) کو ان برائیوں کا سد باب اور اپنی امت کی اصلاح کا حکم ملا۔

پوری دنیا کے امور کی اصلاح

ذاتی، خاندانی اور مختلف معاشروں کی اصلاح سے زیادہ زمین پر بسنے والے تمام لوگوں کی اصلاح ہے جس کو قرآن کریم میں اس طرح بیان کیا ہے:

﴿وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا﴾¹⁰

ترجمہ: ”اور زمین میں اُس کی اصلاح کے بعد فساد برپا نہ کرو۔“

زمین پر اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو بھیجا تو شروع میں نافرمانی کا کوئی تصور نہیں تھا، اور اس طرح زمین کی اصلاح ہو چکی تھی۔ جن جن لوگوں نے بعد میں نافرمانی کے بیج بوئے انہوں نے زمین کی اصلاح کے بعد اس میں فساد مچایا۔¹¹

خلاصہ یہ ہے کہ خداوند عالم نے زندگی کے تمام پہلوؤں کو واضح طور پر قرآن کریم میں بیان کر دیا ہے، اور پوری امت خصوصاً ذمہ داران کو اس کا حکم دیا ہے۔

اصلاحی باتوں کے علاوہ تمام باتیں قابل مواخذہ ہیں۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ
بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا
عَظِيمًا﴾¹²

ترجمہ: ”لوگوں کی بہت سی خفیہ سرگوشیوں میں کوئی خیر نہیں ہوتی، مگر یہ کہ کوئی شخص صدقے کا یا کسی نیکی کا یا لوگوں کے درمیان اصلاح کا حکم دے۔ اور جو شخص اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ایسا کرے گا، ہم اس کو زبردست ثواب عطا کریں گے۔“

”دوسروں کی بھلائی اور ان میں میل ملاپ کرانے کے علاوہ لوگوں کی باتیں بے معنی ہوتے ہیں۔“¹³ حضرت سفیان ثوریؒ نے سعید بن حسانؒ سے اُم صالح کی روایت سنانے کو کہا، آپ نے سند بیان کر کے فرمایا:

«كُلُّ كَلَامِ ابْنِ آدَمَ عَلَيْهِ لَا لَهُ إِلَّا أَمْرٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ نَهْيٍ عَنْ مُنْكَرٍ أَوْ
دَحْزٍ لِلَّهِ»¹⁴

ترجمہ: ”انسان کی ساری باتیں اس کے لیے وبال ہیں ان میں سے اسے امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور ذکر الہی کے سوا اسے کسی اور کا ثواب نہیں ملے گا۔“

سفیان رحمہ اللہ نے کہا یہی مضمون اس آیت میں ہے جو ذکر ہوئی، اور یہی مضمون اس آیت میں بھی ہے:

﴿يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ
وَقَالَ صَوَابًا﴾¹⁵

ترجمہ: ”جس دن ساری روحیں اور فرشتے قطاریں بنا کر کھڑے ہوں گے، اس دن سوائے اس کو کوئی نہیں بول سکے گا جسے خدا نے رحمن نے اجازت دی ہو، اور وہ بات بھی ٹھیک کہے۔“

اور یہی مضمون سورۃ العصر میں ہے:

﴿وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ﴾¹⁶

”زمانے کی قسم! انسان درحقیقت بڑے گھائٹے میں ہے۔“

آپ کا فرمان ہے:

«كَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ»¹⁷

ترجمہ: ”وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں میں صلح کرانے کی کوشش کرے۔“

ایک اور حدیث میں ہے:

«أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلِ مِنْ دَرَجَةِ الصَّلَاةِ، وَالصَّيَامِ، وَالصَّدَقَةِ؟» قَالُوا: بَلَى قَالَ: «إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ قَالَ: وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ»¹⁸

ترجمہ: ”کیا میں تمہیں ایک ایسا عمل بتاؤں؟ جو روزہ، نماز اور صدقہ سے بھی افضل ہے لوگوں نے کہا کیوں نہیں تو آپ نے فرمایا وہ آپس میں اصلاح کرنا، فرماتے ہیں اور آپس کا فساد نیکیوں کو ختم کر دیتا ہے۔“

حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی کریم (ﷺ) نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

«أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى تِجَارَةٍ قَالَ: بَلَى ، قَالَ: تَسْعَى فِي صُلْحٍ بَيْنَ النَّاسِ إِذَا تَفَاسَدُوا وَتُقَارِبُ بَيْنَهُمْ إِذَا تَبَاعَدُوا»¹⁹

ترجمہ: ”آیا میں تجھے ایک تجارت بتاؤں؟ کہا: کیوں نہیں۔ فرمایا: لوگ جب لڑ بھگڑ رہے ہوں تو ان میں مصالحت کرادے جب ایک دوسرے سے رنجیدہ ہوں تو انہیں ملادے۔“

قرآن مجید میں لفظ اصلاح کا مادہ صلح بھی استعمال ہوا ہے۔ وہ آیات مندرجہ ذیل ہیں:

﴿جَنَّتٍ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ﴾²⁰

ترجمہ: ”ہمیشہ رہنے کے باغات جہاں یہ خود جائیں گے اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولادوں میں سے بھی جو نیکو کار ہوں گے ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے۔“

﴿رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾²¹

ترجمہ: ”اے ہمارے رب! تو انہیں بھیجی والی جنتوں میں لے جا جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے باپ دادوں اور بیوں اور اولاد میں سے (بھی) ان (سب) کو جو نیک عمل ہیں یقیناً تو تو غالب و باحکمت ہے۔“

حدیث میں لفظ صلیحت استعمال ہوا ہے، چنانچہ رسول خدا (ﷺ) کا فرمان ہے:

«وَأَنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ»²²

ترجمہ: ”سن لو! بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو گا سارا بدن درست ہو گا اور جہاں بگڑا سارا بدن بگڑ گیا۔ سن لو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔“

اصلاح کرنے کے اصول و ضوابط و شرائط

ایک صحت مند معاشرے کے لیے اصلاح اہم کردار کرتی ہے، قرآن حکیم ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ﴾²³

”اور نصیحت کرتے رہو، کیونکہ نصیحت ایمان لانے والوں کو فائدہ دیتی ہے۔“

ہر شخص کو زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر اصلاح کرنی کی ضرورت پیش آتی ہے، معاشرے میں بہت سے لوگ اصلاح کرتے بھی دکھائی دیتے ہیں، البتہ اصلاح کرنے کے چند اصول و ضوابط کو بیان کرنا ضروری ہے:

1۔ خوش کلامی و نرمی اختیار کرنا

نرمی و خوش اخلاقی اختیار کرنا اصلاح میں بہترین کردار ادا کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾²⁴

”ان واقعات کے بعد اللہ کی رحمت ہی تھی جس کی بناء پر (اے پیغمبر!) تم نے ان لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کیا۔ اگر تم سخت مزاج اور سخت دل والے ہوتے تو یہ تمہارے آس پاس سے ہٹ کر تتر بتر ہو جاتے۔“

2- عقل کے مطابق کلام کرنا

جس کو سمجھایا جائے اس کی عمر، رتبہ، مزاج، فہم اور موقع محل کے مطابق کلام کرے۔ نبی کریم (ﷺ) کا ارشاد ہے:

«إِنَّا مَعَاشِرَ الْأَنْبِيَاءِ كَذَلِكَ أُمِرْنَا أَنْ نُكَلِّمَ النَّاسَ بِقَدْرِ عُقُولِهِمْ»²⁵

”ہم انبیاء کی جماعت کو لوگوں سے ان کے عقول کے مطابق بات کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔“

3- عزت و وقار کا خیال رکھنا

جس کو سمجھایا جائے اس کی عزت نفس اور وقار کا خیال رکھے دیگر لوگوں کے سامنے سمجھانے سے بچے منقول ہے: کہ جس نے اکیلے میں اصلاح کی اس نے اسے سنوارا اور جس نے سب کے سامنے اصلاح کی اس نے بگاڑ دیا۔ اگر کچھ لوگوں کے سامنے سمجھانے کی ضرورت ہو تو نام نہ لے بلکہ یوں کہے بعض لوگ ایسا کرتے ہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ یہی سید المعلمین (ﷺ) کا انداز ہے۔

4- دلائل سے سمجھانا

دلائل، علمی نکات اور مثالوں کے ذریعے سمجھائے یہ نہایت دلنشین انداز ہے۔

5- انداز کرنا

جس غلطی کی نشاندہی کرنی ہے اس سے بچنے کے فوائد، نہ بچنے کے نقصانات اور نہ بچنے والوں کا انجام بیان کرے۔ قرآن کریم میں انہیں اسلوب کے تحت انسانیت کی اصلاح کی گئی ہے۔

6- وقت کا تعین کرنا

ہر وقت ہر بات پر نہ سمجھائے کہ اس سے لوگ کتراتے ہیں۔

7- غلطی کے سبب کو دور کرنا

صرف غلطی کی اصلاح کرنے کی بجائے اس کے سبب کو دور کرنے کی طرف توجہ دلائے۔

8- با عمل کلام کرنا

جس غلطی کی اصلاح کر لے پہلے خود اس سے بچنے کی ترغیب دلانے کیلئے سراپا ترغیب بننا پڑتا ہے۔ نیز باعمل کا کلام تاثیر کا تیر بن کر دل پر اثر کرتا ہے۔ غلطی کی اصلاح اس انداز میں کی جائے جس انداز میں ہم چاہتے ہیں کی ہمیں سمجھایا جائے سید الواعظین (رَضِیَ اللہُ عَنْہُ) کا فرمان ہے:

«لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ»²⁶

”تم میں سے اس وقت تک کوئی کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا جب وہ اپنے بھائی کے لیے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔“

9۔ حکمت عملی

سید دو عالم (رَضِیَ اللہُ عَنْہُ) نے فرمایا:

«الْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ، فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا»²⁷

”دنانی کی بات مومن کا گمشدہ سرمایہ ہے، جہاں بھی اس کو پائے وہی اس کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔“

لہذا اصلاح کرنے کے معاملے میں بھی مناسب حکمت عملی کو اختیار کرنے سے مثبت نتائج حاصل ہو سکتے ہیں، جیسا کہ حضرت سیدنا زبیر امی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اپنے محلے کی مسجد میں امام تھے آپ اولاد کو کہا کرتے بچو، چلو نماز پڑھتے ہیں میں تمہیں اخروٹ دوں گا، بچے آکر نماز پڑھتے پوچھا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو فرمایا اس میں میرا کیا جاتا ہے کہ میں ان کے لیے پانچ درہم کے اخروٹ خریدوں اور وہ نماز کے عادی بن جائیں۔²⁸

اسی طرح کی حکمت عملیوں کو اختیار کر کے نیکی اور اصلاح کی طرف لایا جاسکتا ہے۔

10۔ حفظ مراتب

جس کی اصلاح مقصود ہو اس کے مقام اور مرتبے کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے اور ایسا طریقہ کار اختیار کرنا چاہیے جس سے بات سامنے والے کے دل میں گھر کر جائے اور نرمی کے ساتھ سمجھایا جائے۔ ایسے الفاظ کا انتخاب نہ کیا جائے جس سے کوئی اپنی توہین سمجھتے اور اصلاح قبول کرنے کی بجائے دل میں کینہ پیدا کر بیٹھے، لہذا نرمی صبر و تحمل کے ساتھ اصلاح کرنا زائد مفید ثابت ہوتا ہے۔

11۔ موقع و محل

بات بات پر ٹوکنے اور اور ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے اس سے اصلاح کی بجائے منفی اثرات پڑتے ہیں اور بعض اوقات رد عمل کا باعث بھی بن جاتا ہے۔ لہذا اصلاح کرنے میں موقع و محل کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے۔ جیسا کہ ابو وائل روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ (ابن مسعود) رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کے دن لوگوں کو وعظ سنایا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا:

«يَا أَبَا عَنيدٍ الرَّحْمَنُ لَوَدِدْتُ أَنَّكَ دَكَّرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ؟ قَالَ: أَمَا إِنَّهُ يَمْتَنِعُنِي مِنْ ذَلِكَ أَنِّي أَكْثَرُهُ أَنْ أُمْلِكُكُمْ، وَلَئِنْ أَخَوَلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ، كَمَا كَانَ النَّبِيُّ (ﷺ) يَتَحَوَّلُنَا بَيْنًا، خَافَةَ السَّامَةِ عَلَيْنَا»²⁹

” اے ابو عبد الرحمن! میں چاہتا ہوں کہ تم ہمیں ہر روز وعظ سنایا کرو۔ انہوں نے فرمایا، تو سن لو کہ مجھے اس امر سے کوئی چیز مانع ہے تو یہ کہ میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ کہیں تم تنگ نہ ہو جاؤ اور میں وعظ میں تمہاری فرصت کا وقت تلاش کیا کرتا ہوں جیسا کہ رسول اللہ (ﷺ) اس خیال سے کہ ہم کبیدہ خاطر نہ ہو جائیں، وعظ کے لیے ہمارے اوقات فرصت کا خیال رکھتے تھے۔“

اسی طرح مجمع میں سمجھانے کے بجائے اکیلے میں اصلاح کرنا فائدہ دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی (دیہاتی) مسجد میں داخل ہوا، رسول اللہ (ﷺ) بیٹھے ہوئے تھے، اس نے کہا: اے اللہ! میری اور محمد (ﷺ) کی مغفرت فرما دے، اور ہمارے ساتھ کسی اور کی مغفرت نہ کر، رسول اللہ (ﷺ) مسکرائے اور فرمایا:

«لَقَدْ اخْطَرْتُ وَاسِعًا» ثُمَّ وَلَّى، حَتَّى إِذَا كَانَ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ، فَشَجَّ يَهُوْلُ، فَقَالَ: الْأَعْرَابِيُّ بَعْدَ أَنْ فَفَقَهُ، فَقَامَ إِلَيَّ بِأُفْيٍّ وَأُفْيٍّ، فَلَمْ يُؤْنَبْ، وَلَمْ يَسُبْ، فَقَالَ: «إِنَّ هَذَا الْمَسْجِدَ لَا يُبَالُ فِيهِ، وَإِنَّمَا بُنِيَ لِذِكْرِ اللَّهِ وَلِلصَّلَاةِ، ثُمَّ أَمَرَ بِسَجْلٍ مِنْ مَاءٍ، فَأَفْرَغَ عَلَى بَوْلِهِ»³⁰

”تم نے ایک کشادہ چیز (یعنی اللہ کی مغفرت) کو تنگ کر دیا،“ پھر وہ دیہاتی پیٹھ پھیر کر چلا، اور مسجد کے ایک گوشہ میں پہنچ کر ٹانگیں پھیلائی اور پیشاب کرنے لگا، پھر دین کی سمجھ آ جانے کے بعد (یہ قصہ بیان کر کے) دیہاتی نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، مجھے نہ تو آپ

نے غصہ کیا اور نہ برا بھلا کہا، صرف یہ فرمایا: ”یہ مسجد پیشاب کی جگہ نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کے ذکر اور نماز کے لیے بنائی گئی ہے“ پھر آپؐ نے ایک ڈول میں پانی لانے کا حکم دیا، تو وہ اس کے پیشاب پر بہا دیا گیا۔“

آپؐ گما انداز لوگوں کے ساتھ کس قدر محبت آمیز اور مشفقانہ تھا، اس کا اندازہ حضرت انس کے بیان سے لگایا جاسکتا ہے، وہ کہتے ہیں: ”میں دس برس تک حضور (ﷺ) کی خدمت میں رہا، جو کام میں نے جس طرح بھی کر دیا، آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ ”یہ کیوں کیا؟“ اگر کوئی کام نہ کر سکا تو یہ نہیں فرمایا: ”یہ کیوں نہیں کیا؟“ آپؐ گما باندیوں اور خادموں کے ساتھ بھی یہی معاملہ رہا، آپؐ نے ان میں سے کبھی کسی کو نہیں مارا۔³¹

اگر مذکورہ چند اصول و ضوابط کا خیال رکھا جائے تو بہتر انداز میں اعتقادی، علمی اور عملی اصلاح کی جاسکتی ہے۔

مصلح کی خصوصیات

مصلح کے لیے لوگوں کی بنسبت زیادہ ضروری ہے کہ وہ اسلامی صفات، دینی اور اخلاقی آداب سے متصف ہو کیونکہ مصلح کا باعمل و باکردار ہونا اصلاح میں فیصلہ کن کردار کی حیثیت رکھتا ہے۔ درج ذیل سطور میں بعض اوصاف کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

1- اخلاص

دین اسلام کی اساس و بنیاد اخلاص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اخلاص کا حکم دیا ہے۔ کوئی عمل خواہ کتنا ہی بڑا یا کس قدر قربانی والا کیوں نہ ہو اگر اس میں اخلاص نہ ہو تو وہ قابل قبول نہیں۔ جیسا کہ ایک حدیث میں تین بدنصیب اشخاص کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کو آتش جہنم میں ڈالا جائے گا (العیاذ باللہ) وہ دوزخی قرآن کا قاری، سخی اور مجاہد ہوں گے جنہوں نے اپنی وقت، مال و جان قربانی دی ہو گی لیکن ان تینوں کی نیکیاں عدم اخلاص کی وجہ سے قبول نہ ہوں گی۔

2- شرعی علم

ایک مصلح کا اصل سرمایہ اخلاص اور علم شرعی ہوتا ہے۔ جس کی نشاندہی اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیت میں فرمائی ہے:

﴿قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ﴾³²

”کہہ دیجئے یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کی طرف بصیرت کے ساتھ دعوت دیتا ہوں۔“

یعنی خواہشات یا دنیاوی امور نفس کی طرف نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف بصیرت کے ساتھ حق کی دعوت دیتا ہوں۔ بصیرت اس شرعی علم کا نام ہے جو کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ اور طریقہ سلف صالحین پر مبنی ہے۔ پس حق کی دعوت دینا صرف جوش و جذبہ کا نام نہیں بلکہ ایک مصلح کے لیے بے حد ضروری ہے کہ وہ دینی علوم سے بہرہ ور ہو، صحیح عقیدہ، سنت مطہرہ، سیرت و تاریخ اسلام اور دیگر دینی علوم کی معلومات رکھتا ہو اس کا طریقہ اصلاح کتاب و سنت کے احکامات سے مزین ہو۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ﴾³³

ترجمہ: ”قرآن کے ساتھ نصیحت کرو جو میری وعید سے ڈرتا ہے۔“

3۔ پرہیزگاری

ایک مصلح کے لیے اصلاح کے میدان میں تمام تر مشکلات میں کامیابی کا فائدہ مند زادِ راہ ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى﴾³⁴

ترجمہ: ”اور زادِ راہ پکڑو بلاشبہ بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔“

4۔ اصلاح کا معاوضہ نہ مانگنا

یہ تمام انبیاء کرام و رسل علیہ السلام کا طرہ امتیاز تھا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَأْتِيَهُمْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ﴾³⁵

ترجمہ: ”میری قوم والو! میں تم سے اس (تبلیغ و اصلاح) پر کوئی مال نہیں مانگتا میرا ثواب صرف اللہ کے ہاں ہے۔“

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«إِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللَّهُ، وَإِزْهَدْ فِيمَا فِي أَيْدِي النَّاسِ يُحِبُّكَ النَّاسُ»³⁶

ترجمہ: ”دنیا سے بے نیاز ہو جاؤ تو اللہ تم سے محبت کرے گا اور لوگوں کی چیزوں سے بے نیازی کرو تو لوگ تمہارے ساتھ محبت کریں گے۔“
مصلح کے لیے آخرت کی کامیابی کو دنیا پر ترجیح دینا اور لوگوں سے کسی چیز کی امید نہ رکھنا لازمی ہے۔

5- نرم اسلوب اختیار کرنا

رسول اللہ (ﷺ) کا فرمان ہے:

«إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ»³⁷

ترجمہ: ”بے شک اللہ تعالیٰ ہر امر میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔“

اسی طرح فرمان نبوی (ﷺ) ہے:

«إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ»³⁸

ترجمہ: ”جس کام میں نرمی ہو وہ اسے خوبصورت کر دیتی ہے اور نرمی نکل جائے تو وہ بد نما ہو جاتی ہے۔“

6- مجمع شناس ہونا

مصلح کے لیے مجمع شناس ہونا لازمی ہے۔ وہ سامعین کی ذہنی اور علمی استعداد کے مطابق کلام کرے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ:

«حَدِّثُوا النَّاسَ، بِمَا يَعْرِفُونَ أَوْحَبُونَ أَنْ يَكْذَبَ، اللَّهُ وَرَسُولُهُ»³⁹

ترجمہ: ”لوگوں کی ذہنی استعداد کے مطابق ان سے بات کیا کرو (وگرنہ)

کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی تکذیب کی جائے۔“

جناب عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں:

«مَا أَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِيثًا لَا تَبْلُغُهُ عُقُولُهُمْ، إِلَّا كَانَ لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةً»⁴⁰

”اگر تم کسی قوم کی ذہنی استعداد سے بالا گفتگو کرو تو ان میں سے بعض فتنے

میں مبتلا ہو جائیں گے۔“

7- مسلسل محاسبہ نفس

مصلح کا مسلسل محاسبہ نفس کرنا اور میدان اصلاح میں اپنے وسائل و ذرائع اور نتائج و ثمرات پر بار بار نظر ثانی کامیابی کی ضمانت ہے۔ مصلح کو اپنے نقائص و عیوب پر نظر رکھنی چاہیے اور ان کو دور کرنے کے لیے جستجو کرتے رہنا چاہیے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلَسْتُمْ بِهٖٓ نَفْسٍ مَّا قَدَّمْتُمْ لِعَدِّهِ ۚ وَأَتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾⁴¹

ترجمہ: ”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور ہر نفس دیکھے کہ اس نے کل (آئندہ) کے لیے کیا بھیجا ہے اللہ سے ڈرتے رہو اور یقیناً اللہ تعالیٰ باخبر ہے جو تم عمل کرتے ہو۔“

8- تنظیم اوقات کار

ہم اپنے مال و دولت کے متعلق جس قدر حریص ہیں اس سے بڑھ کر سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ اپنے اوقات زندگی کی حفاظت کرتے تھے کیونکہ لمحات زندگی ایسی دولت ہے جو جانے کے بعد لوٹا نہیں کرتے اور ہم سب وقت کی اہمیت کو جانتے ہیں لیکن پھر بھی ہماری حالت تعجب خیز ہے کہ اوقات کار کی تنظیم و ترتیب کے بجائے فضول اور بے مقصد کاموں میں قیمتی لمحات زندگی ضائع اور برباد کر دیتے ہیں۔

9- تالیف قلبی

مصلح کا فرض ہے کہ وہ عوام کی تالیف قلبی کے لیے ہاتھ کھلا رکھے اور اپنے اثر و رسوخ کے ساتھ ان کے مسائل اور معاملات کو حل کرنے کی کوشش کرتا رہے کیونکہ اس طرز عمل کا لوگوں پر بہت بڑا اچھا اثر پڑتا ہے ویسے بھی کرم نوازی ایمان کی ایک شاخ ہے۔ اللہ تعالیٰ کریم کرم کو پسند کرتا ہے۔ نبی کریم (ﷺ) کی سیرت طیبہ ہمارے لیے مشعل راہ ہے کہ آپ کس قدر غریاء اور نادار افراد اور نو مسلموں کے ساتھ خلق عظیم کا برتاؤ فرماتے تھے۔

10- لوگوں سے میل جول

لوگوں سے میل جول رکھنا اور خود ان کے یاس چل کر جانا اور ان کی خود نبی اکرم (ﷺ) کا اسوہ حسنہ ہے۔ آپ موسم حج میں بالخصوص اور عام دنوں میں بھی مکہ مکرمہ میں آنے والے عرب و فود

سے ملاقاتیں کرتے اور ان کے سامنے دعوت اسلام پیش کرتے تھے کیونکہ دینی دعوت کی مثال بارانِ رحمت جیسی ہے جو ہر جگہ دوست اور دشمن پر برستی ہے۔

11- پروٹوکول کی دیواریں

پروٹوکول کی دیواریں کھڑی کرنا اور عوام کی دسترس سے باہر ہو جانا ان کے لیے ملاقات کا طریقہ مشکل بنا دینا ایک داعی حق کے لیے مناسب نہ ہوگا کیونکہ لوگوں کا جسمانی غذا سے زیادہ روحانی غذا کے حصول کے لیے مبلغ دین کو اہم معاملے کا ادراک کرتے ہوئے اپنے آپ کو عوام کے لیے نرم خو اور ان کے قریب تر کرنا چاہیے۔ جناب محمد رسول اللہ (ﷺ) کا اسوہ کس قدر عظیم ہے کہ بسا اوقات کوئی لونڈی حاضر خدمت ہوتی اور آپ کا دست مبارک پکڑ کر اپنے کام کاج کے لیے لے جاتی۔

12- بلند ہمت ہونا

ایک داعی کے شایان شان ہے کہ وہ بلند ہمت، متحرک اور سخی ہو اور اپنے آپ کو امت کی خیر خواہی کا ذمہ دار سمجھے۔ اعلیٰ اہداف کے حصول کے لیے مسلسل جدوجہد جاری رکھے اس ضمن میں حد درجہ حریص ہونا ایک داعی حق کا طرہ امتیاز ہوتا ہے کیونکہ مومن خیر اور بھلائی سے کبھی بھی سیر نہیں ہوتا۔

رحمن کے پاک باز بندوں کی شان قرآن میں یوں بیان کی گئی ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا﴾⁴²

ترجمہ: ”اور جو (دعا کرتے ہوئے) کہتے ہیں کہ: ”ہمارے پروردگار! ہمیں اپنی بیوی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما، اور ہمیں پرہیزگاروں کا سربراہ بنادے۔“

خلاصہ

لفظ ”اصلاح“ نیکی، درستگی اور بھلائی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جبکہ اس کا ضد فساد اور بُرائی ہے۔ اصلاح کسی کام سے بُرائی کو نکال کر اس کو درست اور صحیح بنانے کے لیے بھی مستعمل ہے۔ قرآن و حدیث میں لفظ اصلاح نیکی اور درستگی کے معنی میں مستعمل ہوا ہے۔

انداز، نرم لہجہ، موقع و محل پر گفتگو وغیرہ اصلاح کے چند اصول و ضوابط ہیں۔ یہ اصول قرآن و حدیث سے منضبط ہیں۔ اسی طرح مصلح اللہ کی رضا کے لیے اصلاح کرئے۔ مصلح کو بھی خاص خصوصیات کا حامل ہونا چاہیئے۔ اخلاص، تقویٰ، عاجزی، انکساری اور باعمل ہونا ایک بہترین مصلح کی خصوصیات ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

1. ابن منظور، ابو الفضل، جمال الدین محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1414ھ، مادہ ص ل ج، ج 2، ص 516، 517۔
2. الفرہیدی، ابو عبد الرحمن الخلیل بن احمد، کتاب العین، تحقیق مہدی الخزومی، دار الہلال، بیروت، سن، مادہ ص ل ج، ج 3، ص 117۔
3. ابو منصور، محمد بن احمد بن الازہری، تہذیب اللغة، تحقیق محمد عوض مرعب، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 2001م، مادہ ص ل ج، ج 4، ص 142۔
4. فیروز آبادی، محمد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، تحقیق محمد نعیم، مکتبہ تحقیق التراث فی مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، 1426ھ، 2005م، مادہ ص ل ج، ج 1، ص 229۔
5. الزبیدی، ابو الفیض، محمد بن محمد بن عبد الرزاق، تاج العروس من جواهر القاموس، دار الہدیۃ، سن، مادہ ص ل ج، ج 6، ص 547، 550۔
6. <https://www.urduinc.com>
7. سورة البقرة: 220۔
8. سورة النساء: 4: 35۔
9. سورة هود: 11: 88۔
10. سورة هود: 7: 56۔
11. عثمانی، محمد تقی، آسان ترجمہ القرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 1429ھ، سورة الاعراف، آیت نمبر 56، ج 1، ص 461۔
12. سورة النساء: 4: 114۔
13. ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم المعروف بہ تفسیر ابن کثیر، تحقیق سامی بن محمد سلامہ، دار طیبۃ للنشر والتوزیع، ریاض، سعودی عرب، 1420ھ، 1999م، سورة النساء، آیت نمبر 114، ج 2، ص 412۔
14. الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، تحقیق احمد محمد شاہ، شرکت مکتبہ و مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، 1395ھ، 1975م، کتاب الزہد عن رسول اللہ (ﷺ)، باب امر بالمعروف و نہی عن المنکر، ج 4، ص 608، رقم الحدیث: 2412۔
15. سورة النباء: 78: 38۔
16. سورة العصر: 103: 1، 2۔
17. صحیح بخاری، کتاب الصلح، باب لیس الکاذب الَّذی یصلح بین الناس، ج 3، ص 183، رقم الحدیث: 2692۔

18. الشیبانی، ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل، تحقیق شعیب الارناؤط، مؤسسة الرسالہ، بیروت، 1421ھ، 2001م، ج 45، ص 499، رقم الحدیث: 27508۔
19. سورة العصر 103: 1، 2۔
20. سورة الرعد 13: 23۔
21. سورة غافر 40: 8۔
22. البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، تحقیق محمد زہیر بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة، 1422ھ، کتاب الإيمان، باب فَضِّلَ مَنْ اسْتَشْرَأَ لِدِينِهِ، ج 1، ص 20، رقم الحدیث: 52۔
23. سورة الذاریات 51: 55۔
24. سورة آل عمران 3: 159۔
25. الاطرالمسی، ابوالحسن خثیمہ بن سلیمان بن حیدرہ، من حدیث خثیمہ بن سلیمان، تحقیق عمر عبد السلام تدمری، دارالکتب العربی، لبنان، 1400ھ، 1980ء، ج 1، ص 75۔
27. صحیح بخاری، کتاب الإيمان، باب مِنَ الْإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ، ج 1، ص 12، رقم الحدیث: 13۔
28. جامع الترمذی، کتاب العلم عن رسول الله (ﷺ)، باب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْفَقْرِ عَلَى الْعِبَادَةِ، ج 5، ص 51، رقم الحدیث: 2687۔
- سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب: الْحِكْمَةُ، ج 2، ص 1395، رقم الحدیث: 4169۔
29. الاصبہانی، ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، السعادة، بکوار محاطہ، مصر، 1394ھ، 1974ء، ج 5، ص 35۔
30. صحیح بخاری، کتاب العلم، باب مَنْ جَعَلَ لِأَهْلِ الْعِلْمِ أَثَامًا مَعْلُومَةً، ج 1، ص 26، رقم الحدیث: 70۔
31. سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ و سننہا، باب: الْأَرْضُ يُصَيِّئُهَا الْبَوْلُ كَيْفَ تُغَسَّلُ، ج 1، ص 176، رقم الحدیث: 529۔
32. صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب حُسْنِ خُلُقِهِ (ﷺ)، ج 4، ص 1804، 1805، رقم الحدیث: 2309۔
33. سورة يوسف 12: 108۔
34. سورة ق 50: 45۔
35. سورة البقرة 2: 197۔
36. سورة هود 11: 29۔
37. القزوينی، ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، تحقیق محمد فواد عبد الباقي، دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت، سن، کتاب الزہد، باب: الرَّهْدُ فِي الدُّنْيَا، ج 2، ص 1373، رقم الحدیث: 4102۔
38. صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب الرَّفْقِ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ، ج 8، ص 12، رقم الحدیث: 6024۔

39. انیشاپوری، ابوالحسن مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، تحقیق محمد فواد عبدالباقی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، سن، کتاب البیہ والصلیہ والاذاب، باب فضل الرقی، ج 4، ص 2004، رقم الحدیث: 2594/78۔
40. صحیح بخاری، کتاب العلم، باب من حصّ بالعلم قومًا دُونَ قومٍ کُراہیۃً اَنْ لَا یَعْلَمُوا، ج 1، ص 37، رقم الحدیث: 127۔
41. صحیح مسلم، مَقْدِمَة، باب التَّهْمِی عَنْ الْحَدِیثِ بِکُلِّ مَا سَمِعَ، ج 1، ص 11۔
42. سورة الاحشر 59: 18۔
43. سورة الفرقان 25: 74۔